© rasailojaraid.com

تنقید و تبصرہ

فیوضاتِ حسینی، المعروف تحفۂ ابراہیمیہ "تحفۂ ابراہیمیہ" تصوف کے موضوع پر رسالہ ہے، اور اس کے مصنف مشہور عالم دین مولانا حسین علی صاحب مرحوم و مغفور ہیں۔ اصل رسالہ فارسی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالحمید سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے کیا ہے شروع میں مترجم نے ایک دو صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔

مولانا عبدالحمید صاحب اس سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ اور انکے صاحبزادے شاہ رفیع الدین کے چند رسالے اردو میں ترجمہ کرکے شائع کر چکے ہیں۔ زیر نظر رسالہ تحفۂ ابراہیمیہ کو بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں انہی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ جن پر شاہ ولی اللہ اور شاہ رفیع الدین اظہار خیال کر چکے ہیں۔

پہلے ہم اصل رسالے کو لیتے ہیں۔ یہ ان مباحث پر مشتمل ہے:-
ذکر اور اس کے متعلقات جیسے فضیلت ذکر، طریق ذکر وغیرہ، لطائف خمسہ درود شریف حقیقت توسل و امداد، توجہ شیخ۔ تصور شیخ۔ اور پھر وجود کی بحث۔ آخر میں مصنف نے اپنے آٹھ سلسلہ ہائے طریقت دیئے ہیں۔ اصل رسالہ مع اردو ترجمہ صفحہ ۱۰۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۰۴ پر ختم ہوتا ہے۔

مولانا مرحوم ذکر اور درود شریف کی اہمیت پر بہت زور دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا تو یہ مجلس ان کے لئے باعث نقصان وحسرت ہوگی۔ اگر اللہ چاہے تو ان کو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔

اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں :۔ اے برادر! جس طرح اللہ تعالےٰ کے ذکر پر مداومت اور ہمیشگی کرنی ضروری ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی مداومت بھی ضروری ہے۔

مصنف علام نے مسئلہ وجود پر بھی کافی لکھا ہے۔ اور اس میں ان کا مدار علیہ مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ ہیں۔ آخرالذکر بزرگ کا ارشاد ہے ہ صوفیہ جہاں یہ کہتے ہیں کہ عالم عین حق ہے۔ تو اس سے وجودات خاصہ کی نفی نہیں کرتے (یہ نہیں کہتے ہیں کہ خارجی اشیاء کا وجود ہی نہیں) بلکہ وہ یہ مراد لیتے ہیں کہ اشیاء کا ظہور حق تعالےٰ سے ہے۔ اس کی وضاحت شاہ ولی اللہ صدرالدین قونوی کے اس قول سے کرتے ہیں ہ یہ وجود منبسط صادر اول ہے۔ ذات الٰہی سے (اور عالم سب کا سب وجود منبسط میں متعین ہے۔ اور شیخ ابن عربی اسی پر اسم حق کے اطلاق کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

قطب غوث، ابدال وغیرہ کی کیا حقیقت ہے؟ مولانا مرحوم نے اس بارے میں لکھا ہے کہ قرآن، حدیث، اور اقوال ائمہ اربعہ میں ان کا ذکر نہیں ملتا، لیکن اگر بعض بندوں پر اللہ تعالےٰ کا کوئی خاص فیضان ہوتا ہے تو اسے کوئی بھی نام دیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ اپنی واردات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

اور بندہ (مولانا حسین علیؒ) کہتا ہے کہ بہت سے خوابوں میں قطبیت کی بشارتیں میں نے اپنے حق میں دیکھی ہیں۔ خارج میں کچھ معلوم نہیں اور اسی طرح قیومیت کی بشارتیں میں نے دیکھی ہیں اور میرے دوستوں نے بھی میرے حق میں قیومیت کی بشارتیں دیکھی ہیں۔ خارج میں معلوم نہیں۔ اور اسی طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہت سے خوابوں میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضمنیت بشارت ہے کہ گویا سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آغوشِ رحمت میں ان کو لے لیا ہے۔ اور قبلیت کی بشارتیں دیکھی ہیں لیکن خارج میں اس کے متعلق کچھ علم نہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔۔۔۔"

مولانا حسین علی صاحب مرحوم سے ہمارے ہاں کا وہ طبقہ جو صوفیوں اور پیروں کو مانتا ہے بہت ناراض ہے۔ لیکن زیرِ نظر رسالہ میں جو کہ خالصتاً تصوف پر ہے مولانا مرحوم نے وحدت وجود کی جس طرح بحث فرمائی ہے وہ تو تمام صوفیہ کرام کے نقطہ نظر کے مطابق ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مشائخ کرام کے نزدیک خارج میں سوائے وجودِ واحد کے کسی چیز کے لئے تحقق اور ثبوت نہیں ہے اور کثرت جو دکھائی دیتی ہے، یہ کائن کا وہم ہے یعنی وہی وجودِ واحد ہے، جو وجود منبسط آئینہ میں کثرت تجلیات سے متجلی ہوا ہے۔

اس کے بعد مصنف علام نے وجود منبسط کے متعلق جو تمام موجودات کے اجسام پر پھیلا ہوا ہے۔ مشائخ کے اقوال دیئے ہیں اور آخر میں بحث کو شاہ ولی اللہ صاحب کے اس بیان پر ختم کیا ہے۔

"میرے نزدیک حق پہلا مذہب (یہ وجود صادر ہے۔ ذاتِ الٰہیہ سے) ہے۔ کیونکہ وجودات خاصہ کا احکام میں باہم ممتاز ہونا، اور ان مختلف اشیاء کا اپنے مقام پر ثبوت اجلی البدیہات سے ہے۔ پس وہ تنزل جس سے یہ اشیاء کا وجود حاصل ہوتا ہے، لامحالہ یہ مرتبہ ثانیہ میں ہے۔"

لیکن ہوتا یہ ہے، جیسا کہ شاہ صاحب نے آدم بنوری" کے طریقہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ سالک کو اس قدر استغراق تام ہو جاتا ہے کہ وہ شہود کے غلبہ کے باعث اشیاء کو عین حق پاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیرِ نظر کتاب کا طویل مقدمہ بڑا دلچسپ بھی ہے اور پراز معلومات بھی۔ اور اس نے اصلی رسالہ کی افادیت اور اہمیت میں بہت اضافہ کردیا ہے۔ شروع میں صاحب رسالہ حضرت مولانا حسین علیؒ کے حالات زندگی ہیں۔ بچھروں ضلع میانوالی کے ایک دورافتادہ قصبے کا طالب علم جس کا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے ہے تکمیل علم کے لئے ہندوستان کے ممتاز علماء کی خدمت میں پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے فارغ ہو کر اپنے قصبہ میں درس و تدریس کی مسند بچھاتا ہے۔ اور تقریباً ساٹھ سال تک طالبانِ علم کو مستفیض فرماتا ہے۔ پھر درس و تدریس ان کا کسب معاش کا ذریعہ نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی زمینداری کی آمدنی طلبہ پر صرف کرتے تھے۔ انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ہل چلانے کھیتی باڑی کرنے اور گھر کے دیگر کام انجام دینے میں کبھی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔"

مترجم مولانا سواتی نے مولانا مرحوم کی تصنیفات کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ اور اس سلسلے میں یہ لکھنے سے باک نہیں کیا کہ آپ کو تصنیف کے فن سے خاص مناسبت نہ تھی۔ اس لئے طرزِ تحریر اور لکھنے کا کوئی خاص دل نشیں ڈھنگ نہیں تاہم جو علمی تحقیقات آپ نے کی ہیں وہ بہت قیمتی ہیں۔"

اسی ضمن میں ایک کتاب "بلغۃ الحیران فی ربط آیات القرآن" کا جو مولانا مرحوم کی املا کرائی ہے۔ ذکر کیا ہے، اور اس میں حضرت زینبؓ کے بارے میں مولانا مرحوم سے جو قول منسوب کیا ہے اس کی تردید کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کتاب کی زبان بہت ناقص ہے۔

مترجم نے مولانا مرحوم کے تلامذہ اور مریدین کے بھی مختصر حالات دیئے ہیں اور بعض پر تنقید بھی کی ہے۔

لکھتے ہیں:۔ حضرت مولانا حسین علیؒ کے بعض منتسبین اپنے مزاجی تشدد کی وجہ سے بعض مسائل میں تشدد کا پہلو اختیار کر لیتے ہیں۔ مولانا مرحوم کے ایک خاص شاگرد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔ بعض مسائل میں آپ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحقیقات اور طرزِ روِش فی الجملہ تشدد پسندانہ ہے۔ جس کی وجہ سے تلامذہ کے اذہان پر تیزی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر حدودِ اعتدال کو قائم نہیں رکھ سکتے۔"

مولانا سواتی کو مولانا حسین علی صاحب کے بعض شاگردوں سے یہ شکایت بھی ہے کہ وہ اپنی تحقیقات کو مولانا مرحوم کی طرف منسوب کرتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ مولانا مرحوم کے ایک شاگرد جو ایک ماہنامہ میں تفسیر شائع کر رہے ہیں ان کے بارے میں مترجم نے لکھا ہے۔

"بہت سی باتیں تفسیر میں مولانا غلام اللہ خاں صاحب اور احمد حسین شاہ صاحب (سجاد) نے اپنی طرف سے بیان کی ہیں، جن کا حضرت مولانا حسین علیؒ کی طرف انتساب واقعہ کے خلاف ہوگا"

مولانا سواتی نے مولانا مرحوم کی بعض علمی تحقیقات سے اختلاف بھی کیا ہے۔ مثلاً نماز میں رفع سبابہ کے بارے میں مولانا مرحوم نے جو لکھا ہے مولانا سواتی کے نزدیک وہ تحقیق مرجوح ہے۔ راجح پہلو اس کے خلاف ہے۔

کتاب کے کوئی ۴۵ صفحوں میں رسالہ "تحفۂ ابراہیمیہ" کے مباحث کی وضاحت کی گئی ہے۔ خاص طور سے مسئلہ وحدت الوجود پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ اور اس بارے میں مشہور بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں۔

شمائم امدادیہ سے حضرت حاجی امداد اللہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:-

"عبد و رب میں عینیت اور غیریت دونوں متحقق ہیں وہ ایک وجہ سے اور یہ ایک وجہ سے ..... جاننا چاہیئے کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے وہ ملحد و زندیق ہے کیونکہ اس عقیدہ سے عابد و معبود ساجد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و مسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا۔ اور یہ غیر واقع ہے۔

نعوذ باللہ من ذلک

ہمیں اس سے پہلے مولانا عبدالحمید سواتی صاحب کے بعض تراجم اور دوسری تحریرات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان کا یہ ترجمہ اور مقدمہ نہ صرف زبان اور اسلوب بیان کے اعتبار سے بلکہ مطالب کی ترتیب و تشریح کے لحاظ سے بھی ان کی پہلی کتابوں سے کہیں بہتر ہے۔ علماء کرام سے یہ عام شکایت ہے کہ جہاں انہیں اپنے مخصوص علوم میں تبحر ہوتا ہے وہاں وہ تصنیف و تالیف میں خاص دستگاہ نہیں رکھتے۔

مولانا عبدالحمید سواتی نے بہت حد تک یہ شکایت دور کردی ہے۔ کافی دقیق موضوع پر ہونے کے باوجود اس کتاب کا اسلوب کافی رواں ہے، اور اس کے مطالعہ میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

کتاب بڑے اہتمام سے چھاپی گئی ہے۔ کاغذ، کتابت اور طباعت بڑی اچھی ہے۔ کتاب مجلد ہے۔ اور دیدہ زیب ہے۔

قیمت۔ پانچ روپے

ملنے کا پتہ:۔ (۱) مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

(۲) شعبہ نشر و اشاعت انجمن اسلامیہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

(م۔ س)

© rasailojaraid.com